سجدۂ اِخلاص

شاعر مودّت ساجد رضوی

سجدۂ اخلاص

شاعرِ مودّت ساجد رضوی

ناشران :- کاظم رضوی و مجتبیٰ رضوی

سنہ اشاعت :- اپریل ۱۹۸۲ء

تعداد :- ۵۰۰

کتابت :- میرزا عادل نجمی

طباعت :- دائرہ الکٹرک پریس چھتہ بازار حیدرآباد

قیمت :- پانچ روپے

بیرونِ ہند :- دس ریال

ملنے کے پتے

ترابیہ گشتی کتب خانہ :- چوراہا دیوانی بلدہ حیدرآباد

مکانِ مصنف :- ۲۲-۱-۱۳ سلطان پورہ حیدرآباد

انتساب

عزیز دوست

آفتابِ دکن علامہ اختؔر زیدی کے نام

جن کی زندگی ذکرِ غمِ حسین علیہ السلام سے

روشن ہے

(ساجد رضوی)

اپریل ۱۹۸۲ء

"ایلیا مقام"

۹۱۳ - ۱ - ۲۲

سلطان پورہ حیدرآباد ۲۴

خلافِ حق کے جو حامی ہیں کہہ نہیں سکتا

میں مر گیا بھی تو کیا نام مر نہیں سکتا

زبان کاٹ دو میری چڑھا دو سُولی پہ

مگر میں ذکرِ علیؑ ترک کر نہیں سکتا

(ساجد رضوی)

بسم اللہ ولہ الحمد

جب سے ادبی دنیا میں غزل نے غم جاناں کی ذمہ داری سنبھال لی ہے غمِ دوراں کی ترجمانی الگ صنفِ سخن کی تلاش میں رہی ہے۔ اس راہ میں کبھی نظم کا سہارا لیا گیا ہے اور کبھی مثنوی کا، کبھی شہر آشوب کے رنگ میں "نوحہ" پڑھا گیا ہے اور کبھی مسدس کے انداز سے "مرثیہ خوانی" کی گئی ہے۔ لیکن ان تمام اصنافِ سخن کی مشترک کمزوری یہ رہی ہے کہ ان میں اپنے جیسے بکیس و بے بس کو مخاطب بنا کر دردِ دل سنا دیا گیا ہے اور یہ نہیں سوچا گیا ہے کہ ان کے سامنے غمِ روزگار کا مرثیہ پڑھنے سے کیا فائدہ ـــ؟

نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ان اصنافِ سخن کے زیادہ حصے میں "کھوکھلا پن" اور تصنع کا انداز پیدا ہو گیا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاعر اظہارِ غم نہیں کر رہا ہے بلکہ اظہارِ فن کر رہا ہے ـــ مداوائے غم نہیں چاہتا بلکہ رعبِ سخن قائم کرنا چاہتا ہے۔

"مناجات" ایک ایسی صنفِ سخن کا نام ہے جس میں یہ جذبہ اُبھر کر سامنے آتا ہے اور انسان اپنے فریادرس کے سامنے اپنے دردِ غم کا صحیح اظہار کرتا ہے۔

مناجاتی ادب صرف داخلی نہیں ہوتا ہے اس میں صرف اپنے سوزِ نہاں کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ انصاف کے ساتھ دیکھا جائے تو یہ اپنے عہد کا ترجمان ہوتا ہے اور سچا ترجمان

اپنے گرد و پیش کے حالات کا عکاس ہوتا ہے اور واقعی عکاس۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس میدان میں قدم رکھنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔ "پابندِ نَے" "نہ ہو کر نالہ کرنا آسان ہے اور گرد و پیش کے حالات سامنے رکھکر فریادرسی کی درخواست کرنا مشکل ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ محترم ساجد رضوی صاحب نے اس میدان میں قدم رکھنے کی سعی کی اور بڑی حد تک کامیاب بھی رہے۔ آپ کے بیان میں ذاتی دکھ درد کا حصہ غالب آگیا ہے لیکن اس پہ پابندی عائد نہیں کی جاسکتی جس کا دل دکھتا ہے وہ فریاد کرتا ہی ہے اور جس کے کلیجے میں آگ لگتی ہے اسکے سینے سے دھواں اٹھتا ہی ہے مناجات کے بعض حصے تو ادبی شہ پاروں کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ آپ کے لیے کوئی خاص بات نہیں ہے۔ آپ ایک عرصہ سے اس میدان میں جولانیٔ فکر کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور اب تک مختلف مجموعے بھی قوم کی نذر کر چکے ہیں۔

خدا کرے صاحبانِ ایمان اس مناجات سے فائدہ اٹھائیں اور حقیر کو بھی منزلِ دعا میں یاد رکھیں۔

غم کے طوفاں میں ہے سفینہ ڈوب جاتا ہے یہ قرینہ
آیئے جلد توح غریباں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

(دستخط)

(حجۃ الاسلام سرکار) السید ذیشان حیدر جوادی دمظلہٗ العالی)

اِظہارِ حق

قبولِ بارگہہِ حق کلام ہے میرا
براہِ راست پیام وسلام ہے میرا
میں اور غیر کی چوکھٹ پہ سر رکھوں توبہ
علیؑ کے خاص غلاموں میں نام ہے میرا

۱۹۶۵ عیسوی سے ۱۹۷۵ عیسوی تک دس سال کے عرصہ میں چار مجموعے تجلیاں، سجدے، شمع حرم اور جلوے جو نعتوں، منقبتوں، سلاموں اور قطعوں وغیرہ پر مشتمل ہیں قوم کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر چکا ہوں۔ جنھیں قوم وملت کے اربابِ فکر ونظر نے توقع سے زیادہ سراہا اور میری ہمت بڑھائی اسی امید اور بھروسہ پر پانچواں مجموعہ کلام "سجدۂ اخلاص" جس میں منفرد انداز کی مناجات سلام اور قطعات شامل ہیں پیش کر رہا ہوں۔

مناجات کے تعلق سے حجۃ الاسلام مولانا السید ذیشان حیدر صاحب قبلہ جوادی مجتہد العصر نے اپنے عالمانہ خیالات سے میری حوصلہ افزائی فرما کر ذرّہ کو جو آفتاب بنادیا ہے اسکے لئے میں سرکار محترم کا ممنون و متشکر ہوں، بڑی ہی بددیانتی ہوگی اگر میں محترمہ ذکیہ آپا زکیہ فاطمہ محل میر وزارت علی خاں کا شکریہ ادا نہ کروں کیونکہ انہی کی ذاتی دلچسپی اور عملی توجہ سے میرا یہ پانچواں مجموعہ کلام "سجدۂ اخلاص" اشاعت پذیر ہو سکا ورنہ میری اس علالت اور حالیوادو گرانی میں

مجموعہ کی اشاعت مجھ سے تو ممکن نہ تھی۔ دعا ہے کہ خداوند کریم اس کار خیر کا اجر عظیم بہ طفیل محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام ذکیہ آپا اور ان کے خانوادہ کو عطا کرے اور توفیقات خیر میں مزید اضافہ فرمائے۔

جناب جیندر سریواستو (ڈائرکٹر اردو اکیڈمی) آغا حسین ضابط، جناب یعقوب علی سحر لال صاحب

محبی میرزا عادل نجمی، برادر محترم نواب شبیر حسین خاں عزم، برادرم مرتضیٰ سلیم، جناب غلام سبطین رضوی

برادر صغیر عزیزم صادق نقوی اور عزیزی آغا مہروش کے علاوہ اپنے ان تمام دوستوں اور کرم فرماؤں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے "سجدۂ اخلاص" کی صورت گری میں مجھ سے تعاون فرمایا اور میرا ہاتھ بٹایا۔

میرا یہ "اظہار حق" باطل متصور ہوگا اگر میں اپنے دوست نما دشمنوں کا احسان نہ مانوں حقیقت تو یہ ہے کہ انہیں حضرات کی تنقید برائے تنقید گروہ بندیوں اور منافقانہ روشوں نے نہ صرف میرا زورِ قلم بڑھایا بلکہ ہمیشہ کے لئے اقلیم سخن کا مجھے سکۂ رائج الوقت بنا دیا۔

آخر میں، میں اس بات کا اعتراف ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے کبھی بھی دعوائے سخن نہ تھا، ہے اور نہ ہوگا۔ اس لئے با ادب گزارش پرداز ہوں کہ میرے اس مختصر سے مجموعے میں جہاں کہیں بھی کوئی سقم نظر آئے تو اس سے مجھ حقیر کو آگاہ کر دیں تاکہ میری اصلاح ہو سکے اور اگر کوئی نئی اور اچھی بات ملے تو میرے مرحوم والدین کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔۔۔ والسلام۔

ساجد رضوی

"ایلیا مقام" ۹۱۳-۱-۲۲

سلطان پورہ حیدرآباد ۲۴

مُناجاتُ

نبیؐ کی آزمودہ قوتوں سے کام لیتا ہوں
سنبھل اے گردشِ دوراں علیؑ کا نام لیتا ہوں

(شاعرِ مودّت ساجد رضوی)

علیؑ نوشتۂ تقدیر کو بدلتے ہیں
علیؑ سے کام خدائی کے سارے چلتے ہیں
یہ معجزہ ہے ذرا آپ بھی تو سُن لیجے
علیؑ کے نام سے گرتے ہوئے سنبھلتے ہیں

(ساجد رضوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۱

شدتِ غم سے دل ہے پریشاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

ہر طرف ہے مصائب کا طوفاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

ہاتھ میں آپ کے دورِ دوراں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

مہر و مہ آپ کے زیرِ فرماں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

میرے نالوں سے ہے ابر گریاں میرے رونے پہ ہے برق خنداں

بے طرح مجھ سے دونوں ہیں نالاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

آتشِ غم سے جلتا ہے سینہ بہرِ حق بہرِ شاہِ مدینہ

آپ ہیں مظہرِ لطفِ یزداں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

اب نشیمن جلا چاہتا ہے سارا گلشن جلا چاہتا ہے

آتشِ غم ہوئی شعلہ افشاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

اس اندھیرے میں دم گھٹ رہا ہے جل رہا ہوں دھواں اٹھ رہا ہے

شعلۂ غم ہے دل میں فروزاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

آستیں ہے سلامت نہ داماں پرزے پرزے ہے غم سے گریباں

آپ عالم کے ہیں میرِ ساماں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

وقت یہ مجھ پہ کیا آگیا ہے میرا سایہ بھی مجھ سے جدا ہے

دیکھیے جس کو ہے دشمنِ جاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

مجھ سے میرا زمانہ پھرا ہے خویش و بیگانہ دشمن ہوا ہے

کیجیے اپنے دامن میں پنہاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

گردشِ بخت میں گھر گیا ہے آفتوں کا نشانہ بنا ہے

میرے دل نے کیا مجھ کو حیراں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

مجھ سے برگشتہ ہے میری قسمت زندگی کو ہے مجھ سے شکایت

آج کوئی نہیں میرا پُرساں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

رنج و غم نے کیا ختم قصہ آپ کب ملتفت ہوں گے مولاؑ

تیرِ غم اب ہے نزدِ رگِ جاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

آج اگر غیر سے دل لگاؤں دین کو کھو کے دنیا کماؤں

حشر کے دن کا کیا ہو گا ساماں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

آپ ہی کا طلبگار ہو کر آپ ہی کا پرستار ہو کر

کیوں رہوں غیر کے زیرِ احساں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

آپ سے لَو لگائے ہوئے ہوں غیر سے منہ پھرائے ہوئے ہوں

آپ ہیں قبلۂ دین و ایماں یا علیؑ کیجے مشکل آساں

ابرِ آفات جب سے گھرا ہے حال میرا عجب ہو گیا ہے

دل ہے بیتابِ غم چشم گریاں یا علیؑ کیجے مشکل آساں

خوشہ چیں میرے ہیں میرے دشمن رات دن اُن سے رہتی ہے اَن بن

ہیں مخالف مرے کچھ سخنداں یا علیؑ کیجے مشکل آساں

کچھ حریفِ سخن سنج میری نقل کرتے ہیں سو سو طرح کی

مفت ہوتے ہیں بیچارے حیراں یا علیؑ کیجے مشکل آساں

بسکہ مشکل ہے مضموں کی چوری لفظوں پر چلتی ہے سینہ زوری

سرقۂ لفظ پر ہیں یہ نازاں یا علیؑ کیجے مشکل آساں

دوست تھے کل جو ہیں آج دشمن میرا مسکن ہے خود میرا مدفن
باغباں لوٹتے ہیں گلستاں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

فائدہ کیا مری دشمنی کا خوف ہے اُن کی دیوانگی کا
پھاڑ ڈالیں نہ جیب و گریباں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

جو تمسخر کو تعریف جانیں جو بناوٹ کو توصیف مانیں
وہ حیادار ہوں گے پشیماں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

میرا اندازِ گفتار سمجھے میرا دل، میرا کردار سمجھے
میرے دشمن کو ہو میرا عرفاں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

رمزِ لفظ و معانی سمجھ لے کتنا گہرا ہے پانی سمجھ لے
راہ پر آئے ذہنِ پریشاں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

بیش بہا جو مضامین دیکھے نظم کرنے اُنھیں کو جو بیٹھے
اس سے کیا ہوں گے کار نمایاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

ہیں پریشان افرادِ ملت بن گئی ہے تماشا شریعت
عالمِ دیں ہیں دست و گریباں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

خوانِ نعمت پہ پنجے گڑے ہیں جو کیا منھ سے اُس پہ اَڑے ہیں
مفت بدنام ہیں اہلِ ایماں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

کیا غضب ہے کہ بالائے منبر دم بہ دم آپ کا نام لے کر
کر رہے ہیں غلط شرحِ قرآں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

یہ حدیثوں کی تطہیر کر لیں رائے سے اپنی تفسیر کر لیں
کیسے سمجھیں انھیں ہم مسلماں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

یہ نفاقِ دلی کو دبائے آستینوں میں بُت ہیں چھپائے
جیسے عہدِ نبیؐ کے مسلماں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

شرک میں مبتلا ہے زمانہ بن گئی ہے حقیقت فسانہ
سخت خطرے میں ہیں دین و ایماں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

آپ کو کون پہچانتا ہے اک خدا اک نبیؐ جانتا ہے
اتنی اونچی کہاں فہمِ انساں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

دِل ہے یہ طُورِ سینا نہیں ہے آنکھ ہے چشمِ موسیٰ نہیں ہے
راہِ دیدار ہے برق ساماں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

آپ ہیں ساقیٔ حوضِ کوثر آپ ہیں شافعِ روزِ محشر
آپ محبوبِ فخرِ رسولاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

آپ ہی میرے حاجت روا ہیں آپ ہی میرے عقدہ کشا ہیں

آپ ہی کا ہوں ممنونِ احساں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

آپ سے دردِ دل گر نہ کہیے، آپ ہی کہیے پھر کس سے کہیے

آپ ہی دردِ دل کا ہیں درماں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

آپ مختارِ کون و مکاں ہیں آپ معراج کے ترجماں ہیں

آپ کی معرفت حق کا عرفاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

کس کو حاصل یہ رنگِ فصاحت کس کے خطبوں میں نہج بلاغت

ہے زباں آپ کی روحِ قرآں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

گھر کے خادم ہیں سب حور و غلماں بندۂ آستاں جنّ و انساں

انبیاؑ بھی ہیں ممنونِ احساں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

آپ کا بچّہ بچّہ ولی ہے آپ کا نامِ نامی علیؑ ہے
آپ کا کام ہے کار یزداں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

سیفِ لاسیف کس کو ملی ہے لافتیٰ کس کا وصفِ جلی ہے
بلبلِ سدرہ کس کا ثنا خواں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

آپ کے کارنامے بتا کر آپ کا نامِ نامی سکھا کر
حق نے کی توبہ آدمؑ کی آساں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

بڑھ کے طوفان جس وقت آیا نوحؑ کو آپ ہی نے بچایا
میری کشتی بھی ہے نذرِ طوفاں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

نارِ نمرود میں گل کھلایا اور خلیلِ خدا کو بچایا
ہو کلی میرے دل کی بھی خنداں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

جب صلیبِ ستم پر چڑھے تھے، ایلیا ایلیا کہہ رہے تھے
آپ تب تھے مسیحا کے درماں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

واسطہ آپ کو مصطفےٰ کا واسطہ آپ کو فاطمہؑ کا
بخشیئے مجھ کو بھی نقدِ عرفاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

ہاں حسینؑ و حسنؑ کا تصدق زینبؑ خستہ تن کا تصدق
مجھ کو چھیڑے نہ اب ظلمِ دوراں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

واسطہ آپ کو پنجتنؑ کا واسطہ قاسمِؑ گل بدن کا
ہو نیا تر زندگانی کا عنواں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

صدقہ عباسؑ سے شیر نر کا صدقہ ہاشم کے روشن قمر کا
خوف سے جسکے دشمن تھے لرزاں یا علیؑ کیجیے مشکل آساں

صدقۂ زینبؑ کے پیاروں کا مولاؑ صدقہ اُن ماہ پاروں کا مولاؑ

نجمِ قسمت ہو میرا درخشاں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

واسطہ اصغرؑ تشنہ لب کا واسطہ اکبرؑ خوش لقب کا

دُور ہوں مجھ سے اب رنج و حرماں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

عابدِؑ بے دوا کا تصدّق نوحِ آلِ عبا کا تصدّق

جلد میرے سکوں کا ہو ساماں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

تشنہ کامِ مودّت نہ چھوڑیں صدقہ پیاسی سکینہؑ کا بخشیں

آپ پر یہ دل و جاں ہوں قرباں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

آپ کے آستانے پہ آئے آپ کے در پہ سر کو جھکائے

نکلے ساجد کے دل کا بھی ارماں یا علیؑ کیجئے مشکل آساں

نہیں ہے روح تو انسان رہ نہیں سکتا
بغیر معنیٰ کے قرآن رہ نہیں سکتا
علیؑ کو چھوڑنے والے خبر بھی ہے تجھ کو
علیؑ سے ہٹتے ہی ایمان رہ نہیں سکتا

(ساجد رضوی)

سلام

بن گئے تحریکاتِ روحانی کا منشا اے حسینؑ

مُردہ قوموں کو کیا پھر تو نے زندا اے حسینؑ

حُسینؑ شانِ رسالت مآبؐ رکھتے ہیں
عُلوم وحکمتِ اُمّ الکتاب رکھتے ہیں
بنائے جائیں گے حُسنِ بہشت کی زینت
حُسینیت کے گُہر ایسی آب رکھتے ہیں

(ساجد رضوی)

ماں کی نظر میں بیٹے کا چہرا تمام رات
چمکا ہے جیسے صبح کا تارا تمام رات

اکبرؑ نے دی اذان تو حرؑ کھنچ کے آ گیا
جیسے کہ انتظارِ سحر تھا تمام رات

سرورؑ کی تشنگی نے یہاں تک اثر کیا
پانی گلے سے حرؑ کے نہ اُترا تمام رات

انصارِ شاہؑ نے شبِ عاشور کی قسم
مرنے کا اپنے جشن منایا تمام رات

تکبیر کی صدا کبھی تسبیح کی صدا
گونجا کیا حسینؑ کا خیمہ تمام رات

شکلِ ہلال کوئی خمیدہ رکوع میں

کرتا تھا کوئی سجدے پہ سجدہ تمام رات

عترے کی شب کو دیکھا یہ اہلِ نگاہ نے

روشن رہا چراغ وفا کا تمام رات

میں چوم لوں قدم خلفِ بوترابؑ کے

تڑپا اِس اشتیاق میں دریا تمام رات

اب کیا کرے گا کوئی زمانے میں سرنگوں

عباسؑ نے علم کو سجایا تمام رات

عباسؑ بن کے شامِ غریباں کی چھاؤں میں

زینبؑ نے خود کہا ہے طلایا تمام رات

اُس سنگِ در پہ رکھ کے جبیں سو گیا تھا میں

ساجد کیا نظر نے بھی سجدہ تمام رات



یہ سچ ہے کہ ادنیٰ کبھی اعلیٰ نہیں ہوتا

شبیرؑ اگر چاہیں تو حرُ کیا نہیں ہوتا

وہ گھر کسی عالم میں بھی آباد نہ ہوگا

جس گھر میں کبھی ذکرِ علیؑ کا نہیں ہوتا

جو ماتمِ شبیرؑ کے قائل نہیں ان کو

عرفانِ حیاتِ شہدا کا نہیں ہوتا

جس دل میں نہیں دوستئ آلِ پیمبرؐ
وہ دوست زمانے میں کسی کا نہیں ہوتا

ہفتم سے محرم کی تھے پیاسے شہؑ والا
بے دیں ہے وہ قائل جو عطش کا نہیں ہوتا

دیتے نہ اگر عابدؑ بیمار سنبھالا
اسلام زمانے میں توانا نہیں ہوتا

شبیرؑ پہ تلواریں اگر چلتیں حرم میں
پھر روئے زمیں پر کہیں کعبہ نہیں ہوتا

عاشور کو شبیرؑ اگر گھر نہ لٹاتے
منشائے الٰہی کبھی پورا نہیں ہوتا

بے شبیرؑ اگر جراتِ پیکاں پہ نہ ہنستا

انسان میں جینے کا سلیقہ نہیں ہوتا

قاسمؑ نہ گلے ملتے اگر پیکِ اجل سے

اسلام کے سر فتح کا سہرا نہیں ہوتا

جس کو نہ شفا ہاتھ لگی خاکِ شفا سے

بیمار وہ عیسیٰؑ سے کبھی اچھا نہیں ہوتا

ہے زیبِ گلو طوق، قدمبوس ہے زنجیر

بیمار کا اس طرح مداوا نہیں ہوتا

سر سجدے میں شبیرؑ جو کٹواتے نہ ساجد

سجدہ کبھی اس شان کا سجدہ نہیں ہوتا

•

سلطانِ دیں بہ عزمِ شہادت سفر میں ہے
سودا سا جان دینے کا ہر ایک سر میں ہے

تکلیفِ زخمِ حیدرِ صفدر کے سر میں ہے
اک زلزلہ سا کعبے کے دیوار و در میں ہے

کیسے نظر نواز ہو کلیوں کی یہ ہنسی
کیفیتِ تبسمِ اصغرؑ نظر میں ہے

زنجیر پائے عابدِ مضطر کی ہے صدا!
ہر لمحۂ حیات مسلسل سفر میں ہے

اصغرؑ کے اور سکینہؑ کے ماتم میں ہے ربابؑ
"دل کربلا میں شام کا زنداں نظر میں ہے"

قربانیٔ حسینؑ کا اعجاز جانئے
شام و سحر کی بات جو شام و سحر میں ہے
حیدرؑ کے آستاں کا وہ سجدہ گزار ہے
ساجد سے پوچھئے جو مزہ سنگِ در میں ہے



لشکر میں تلاطم ہے تبسّم کے اثر سے
دل کانپ رہے ہیں علی اصغرؑ کی نظر سے
مشکیزہ بدوش آتا ہے ساحل پہ علمدار
موجیں بھی ہیں گھبرائی ہوئی شیر کے ڈر سے

تلوار کو روکا ہے حسینؑ ابن علیؑ نے

تاریخ بدل جائے گی اس شانِ ظفر سے

سجادؑ حدیں کھینچ گئے صبر و رضا کی

اب قافلے گزریں گے نہ اس راہگذر سے

اصغرؑ بھی ہیں ہمراہ حسینؑ ابن علیؑ کے

آگاہ اِمامت ہے جو انجامِ سفر سے

اکبرؑ کی اذاں عرش سے ٹکراتی ہے جاکر

معراج کی شب ملتی ہے عشرے کی سحر سے

میداں کی طرف دیکھ کے ماں نے شبِ عاشور

دیکھا علیؑ اکبرؑ کو محبّت کی نظر سے

اکبرؑ تو گئے گلشنِ فردوس کی جانب
جائے گی نہ برچھی کی خلش ماں کے جگر سے

اے سبطِ نبیؐ آپ کے سجدے کی قسم ہے
وابستہ ہے ساجد کی جبیں آپ کے در سے



عباسؑ کی وفا کی کوئی انتہا نہیں
پانی مِلا پیاسے بھی تھے اور پیا نہیں

پیاسی سکینہؑ رہ گئی اے نہرِ علقمہ
دامن سے تیرے داغ یہ اب تک مٹا نہیں

اُٹھتا ہے جب بھی تشنگیٔ شاہ کا سوال
اپنوں ہی سے ہے غیر سے کوئی گلہ نہیں

عاشور کو تھا خیمہ میں پانی حسینؑ کے
اغیار کے قلم نے بھی ایسا لکھا نہیں

جس نے لکھا شہادتِ اصغرؑ کو اتفاق
کیا ہے وہ اپنے وقت کا گر حرملہ نہیں

میدانِ جنگ میں علی اصغرؑ کو چھوڑ کے
گہوارے سے تو کوئی سپاہی چلا نہیں

اصغرؑ اس احتیاط سے میداں میں آئے تھے
اب تک کسی کو نقشِ کفِ پا ملا نہیں

اُمِّ رباب کے سوا دنیا میں آج تک
ماں کی نظر کے سامنے جھولا جلا نہیں

وہ کیسے ساتھ دے گا حسینِ غریب کا
جو زندگی کے راز سے واقف ہوا نہیں

انسانیت سے دور ہے سارے جہان میں
وہ بدنصیب جس کو غمِ کربلا نہیں

مظلومیِ حسین کی تشہیر کے لیے
زینب بجز اور کیا ہے جو مشکلکشا نہیں

رستہ تمام نقشِ کفِ پا سے سرخ ہے
سجاد سا جہاں میں کوئی رہنما نہیں

گردن میں طوق آہنی پاؤں میں بیڑیاں

اس شان کا زمانے میں مشکلکشا نہیں

ساجد نے نقشِ پائے علیؑ کے سوا کبھی

سجدہ کسی کے نقشِ قدم پر کیا نہیں



مُسکرا کر علی اصغرؑ نے جو مانگا پانی

ہو گیا دیکھنے والوں کا کلیجہ پانی

العطش کی جو صدا ہوتی تھی خیموں سے بلند

شرم کے مارے ہوا جاتا تھا دریا پانی

غسلِ شبیرؑ کے راوی پہ خدا کی لعنت

خیمۂ سبطِ نبیؐ میں نہ تھا قطرہ پانی

تشنگی شاہِ بیکس کے اثر کو دیکھو

حلق سے حضرتِ دلاور کے نہ اترا پانی

آیا ہنستا ہوا گہوارے سے میداں میں صغیر

ہو گیا جب سرِ شبیرؑ سے اونچا پانی

بے زباں یوں ہدفِ تیرِ ستم کیوں ہوتا

کاش گہوارۂ بے شیر تک آتا پانی

لحدِ اصغرِ بے شیر جو کھودی شہؑ نے

ذوالفقارِ علوی کا نکھر آیا پانی

پُر تکلف تھی بہت دعوتِ عقدِ قاسمؑ
نہ ملا ایک براتی کو بھی قطرہ پانی

اللہ اللہ اثرِ صیقلِ عباسؑ یہ تھا
بڑھ گیا اور بھی کچھ تیغِ علیؑ کا پانی

جانبِ علقمہ جب مشک و علم لے کے چلے
نقشِ پا چومنے عباسؑ کے آیا پانی

علقمہ ہو گئے عباسؑ کے شانے جو قلم
کھل گیا سب پہ کہ تیرا ابھی ہے کتنا پانی

روزِ عاشور قیامت کے عیاں تھے آثار
خون سستا تھا بہت اور تھا مہنگا پانی

دوستوں کے لئے ہے یہ شہِ دیں کا پیغام
یاد کرلیں مجھے جب بھی پئیں ٹھنڈا پانی

جام اصغرؑ کے لئے لے کے سکینہؑ نکلیں
زوجۂ حُرِ دلاور سے جو پایا پانی

یاد میں تشنہ لبیٔ شہِ دیں کی ہے سبیل
آیئے شوق سے پی لیجئے ٹھنڈا پانی

نام جب شمر نے دربار میں زینبؑ کا لیا
مارے غیرت کے ہوئیں ثانیٔ زہراؑ پانی

سامنے عابدِ بیمار کے جب بھی آتا
سرخ ہو جاتا تھا اشکوں سے وضو کا پانی

عصرِ عاشور حسینؑ ابن علیؑ پر ساجد

سجدے میں تیروں کا ہر سمت سے برسا پانی



مرحب چلا ہے حیدرؑ صفدر کے سامنے

قطرہ کی کیا بساط سمندر کے سامنے

تعریفِ غیر حیدر صفدر کے سامنے

آئینے کی ثنا ہے سکندر کے سامنے

جو سایۂ علم میں بچا لائیں اپنی جاں

کیا اُن کا ذکر فاتحِ خیبر کے سامنے

اے مدعیٔ تاجِ حکومت یہ سن ذرا
کیا حیثیت ہے تخت کی منبر کے سامنے

دنیا میں کتنا دم ہے ذرا ہم بھی دیکھ لیں
آئے غلامِ حیدرِ صفدر کے سامنے

منکر مئے غدیر کے اتنا مجھے بتا
جانے کا منھ ہے ساقیٔ کوثر کے سامنے؟

اکبرؑ کا حسن دیکھ کے دشمن بھی بول اُٹھے
یوسفؑ ہیں کیا شبیہِ پیمبرؐ کے سامنے

سب انس و جن ہوں جمع تو لائیں نہ اسکی تاب
لشکر ہیں کیا تبسمِ اصغرؑ کے سامنے

عشرہ کی صبح جب علی اکبرؑ نے دی اذاں

حق کھل کے آیا حُرِ دلاور کے سامنے

اصغرؑ نے مسکرا کے کہا فوجِ شام سے

کانٹوں کا کیا مقام گُلِ تر کے سامنے

مہندی لگانے آئی اجل رزمگاہ میں

مثلِ عروس قاسمؑ بے پر کے سامنے

انجامِ حُر سے بات سمجھ میں یہ آگئی

کیا زور ہے کسی کا مقدّر کے سامنے

مدحِ علیؑ کے فیض سے آسان ہوگئیں

دشواریاں تھیں جتنی سخنور کے سامنے

یہ شانِ بندگی ذرا ساجد کی دیکھیے

ہے سر بہ سجدہ آج وہ خنجر کے سامنے



اصغرؑ کے تبسّم کا جو منظر نہیں دیکھا

اس نے کبھی قطرہ میں سمندر نہیں دیکھا

میداں میں جو شبّیرؑ کے ہاتھوں پہ کھلا تھا

ایسا کسی گلشن میں گلِ تر نہیں دیکھا

اصغرؑ کی ہنسی جیسے چبھی غیر کے دل میں

چبھتے ہوئے یوں طنز کا نشتر نہیں دیکھا

حیدر کی بڑی بات ہے دنیا نے ابھی تک

ہم پایۂ سلمانؓ و ابوذرؓ نہیں دیکھا

حق ساتھ علیؑ کے ہے علیؑ ساتھ ہیں حق کے

حق راہِ علیؑ سے کبھی ہٹ کر نہیں دیکھا

حیدر کے سوا اور کسی کے لئے اب تک

رجعت کرے یوں مہرِ منوّر نہیں دیکھا

دنیا میں کسی ماں نے بجز بانوئے مضطر

جلتا ہوا گہوارۂ دلبر نہیں دیکھا

اکبرؑ کو عدو دیکھ کے میداں میں یہ بولے

ایسا کوئی ہم شانِ پیمبرؐ نہیں دیکھا

کیا تیر نے ڈھایا ہے غضب تجھ سے کہوں کیا
اُف تو نے تڑپتا دلِ مادر نہیں دیکھا

میدان میں شبیرؑ لحد کھود رہے ہیں
یہ مصرفِ شمشیرِ دو پیکر نہیں دیکھا

آزادیٔ ملّت کے لئے بیڑیاں پہنے
عابدؑ سا جہاں میں کوئی رہبر نہیں دیکھا

پتھر کے جگر کاٹنے والا کوئی حربہ
اصغرؑ کے تبسّم کے برابر نہیں دیکھا

سلمانؓ نے پالانِ شُتر سے جو بنایا
اس شان کا پھر اور کوئی منبر نہیں دیکھا

سلمانؓ کی، عمارؓ کی بوذرؓ کی قسم ہے
مولا کے تولائی کو دربدر نہیں دیکھا

جو حیدرِ کرار کی خاطر سے بنا تھا
اس شان کا کعبے میں نیا در نہیں دیکھا

جس طرح پسِ عصر دہم شام ہوئی تھی
پھر شامِ غریباں کا وہ منظر نہیں دیکھا

جس طرح سے کی تھی سرِ سرورؑ نے تلاوت
یوں بولتا قرآن سناں پر نہیں دیکھا

جُز حیدرِ کرار کے ہم نے کبھی ساجد
سر تیرا کسی اور کے در پر نہیں دیکھا

لیلیٰ کی نگاہوں میں قیامت نظر آئی
اعدا نے پیمبرؐ کی جو تصویر ہٹائی

بے شیر نے بجلی جو تبسّم کی گرائی
ہلچل سی اک افواجِ ستم میں نظر آئی

میں کس طرح چھوڑوں درِ اقدس کی گدائی
شمعِ رُخِ حیدرؑ کا ازل سے ہوں فدائی

ساحل پہ علم لے کے جب آئے ہیں علمدار
تصویر، شبابِ علوی کی نظر آئی

کیا رُعبِ جری تھا کہ فرات ایک قدم بھی
عباسؑ کے سایہ کے کبھی نزدیک نہ آئی

تا دیر رہی لاشۂ عباسؑ میں لرزش
نکلی جو طلایہ کو یداللہ کی جائی

یہ رابطۂ مشک و علم سے ہوا ظاہر
ممکن نہیں عباسؑ و سکینہؑ میں جدائی

عباسِؑ علمدار کی شاگردی کے قرباں
کیا عونؑ و محمدؑ کے ہے ہاتھوں میں صفائی

اکبرؑ نے اذاں دے کے بہ انداز پیمبرؐ
اسلام کی سوئی ہوئی تقدیر جگائی

ششماہے مجاہد کے تبسم نے بتایا
شبیرؑ کے قبضہ میں ہے اب ساری خدائی

میدان میں یوں آئے حبیبؑ ابنِ مظاہر

پیری کے بھی عالم میں جوانی نظر آئی

فتحِ شہِ والا کا یقیں ہو گیا سب کو

کانٹوں کے مقابل میں کلی جب نظر آئی

قوسین کے نزدیک جب آئے ہیں پیمبرؐ

معراج بھی حیدرؑ کی فضیلت نظر آئی

ہے غسل کا الزام حسینؑ ابنِ علیؑ پر

اک بوند بھی پانی کی نہ شبیرؑ تک آئی

جس طرح کے سجادؑ نے جھیلے ہیں مصائب

ایسی کسی ہادی نے مصیبت نہ اٹھائی

زندان کی تاریکی میں میت کو بہن کی
دفنائے گا کس طرح سے بیمار ہے بھائی

سر قدموں پہ ہے ہاتھوں میں ہے دامنِ شبیرؑ
ساجدؑ اسے کہتے ہیں مقدر کی رسائی



آفت سے مصیبت سے بلاؤں سے بچایا
جب نامِ حسینؑ اپنی زباں پہ کبھی آیا

شبیرؑ نے خود جونؑ کے لاشہ کو اٹھایا
تفریقِ من و تو کو زمانے سے مٹایا

یہ راز سمجھ میں مری عاشور کو آیا

"شبیر کی مرضی تری مرضی ہے خدایا"

ہیں سجدۂ خالق میں نبیؐ دوش پہ تو ہے

شبیرؑ ہے کیا تیرا مقام اب نظر آیا

صدقہ ہیں علمدارِ حسینؑ ابنِ علیؑ کے

اسلام کا یہ خیمہ ہمیں گھر گھر نظر آیا

جس طرح علیؑ سایہ تھے ہر وقت نبیؐ کا

عباسؑ اسی طرح ہیں شبیرؑ کا سایا

جب وزن ہوا ضربِ علمدار کا محسوس

دریا کے بھی ماتھے پہ پسینہ نظر آیا

اعجازِ وفاداریِ عباسؑ تو دیکھو

پانی پہ چراغ اپنی وفاؤں کا جلایا

عباسؑ جو ہتھیار سجاتے نظر آئے

کانپا کیا پہروں شبِ عاشور کا سایا

عباس تری لشکری ترتیب کے قرباں

گہوارہ بھی فوجوں کی صفوں میں نظر آیا

جبریل سمیٹے ہوئے شہپر ہیں پریشاں

کیا ہوگا جو عباسؑ کو غصہ کہیں آیا

اے سبطِ نبیؐ تیری مساواتِ عمل نے

آئینہ کے ہر ٹکڑے سے آئینہ بنایا

واللہ مری خوبیٔ تقدیر نے مجھ کو
شمعِ رُخِ شبیرؑ کا پروانہ بنایا

عشرے کی سحر کو علیؑ اکبرؑ کی اذاں نے
اک حُرؑ کی نہیں قوم کی قسمت کو جگایا

گہوارہ سے یوں آئے تھے میداں میں اصغرؑ
اب تک تو نشانِ کفِ پا ہاتھ نہ آیا

عاشور کا دن نصرتِ شبیرؑ کا دن ہے
ننھے سے مجاہد نے یہ دنیا کو بتایا

ایماں کا چراغِ تہِ داماں ہوا روشن
جب شہؑ نے چراغِ شبِ عاشور بجھایا

انصارِ حسینؑ ابنِ علیؑ نے شبِ عاشور

شبیرؑ پہ مر مٹنے کا اک جشن منایا

اسلام تری عزت و ناموس کی خاطر

عاشور کو شبیرؑ نے گھر اپنا لٹایا

ننھی سی لحد کھود کے اس خاکِ بلا کو

اے سبطِ نبیؐ خاک شفا تو نے بنایا

مقتول پدر، قید پھوپھی، ظلم بہن پر

تقدیر نے بیمار کو کیا کیا نہ دکھایا

زنجیر کی جھنکار نے زنداں کی فضا میں

حریتِ افکار کے جذبوں کو جگایا

ساجدؔ مجھے حاصل ہوئی معراجِ عبادت
شبیر کے سجدے کا سماں یاد جب آیا



ہے شبیر کی تہذیبِ تبسّم کا ہے صدقا
تاجِ سرِ اسلام جو ہے فتح کا سہرا

آساں نہیں اصغر کے تبسّم کو سمجھنا
ہے شبیر کا غم اصل میں ہے غم کا ہمالا

پیشانی کے جھکنے کو نہ کہتا کبھی سجدہ
انساں اگر اسرارِ شہادت کو سمجھتا

ہے رشد و ہدایت کا منارہ ترا روضا

اے میرے حسینؑ اے مرے مولاؑ مرے آقا

جن کو نہیں عرفان، غمِ شاہؑ کا اُن میں

جینے کا سلیقہ ہے نہ مرنے کا سلیقا

دن رات دھڑکتا ہے جو سینے میں مرا دل

شبیرؑ کا روضہ ہے یہ شبیرؑ کا روضا

در اصل وہ قرآن کا قائل ہی نہیں ہے

منکر ہے جو دنیا میں حیاتِ شہدا کا

شاگردیٔ عباسِ دلاور کی بدولت

قاسمؑ نے کیا ازرقِ شامی کو دو پلرا

پیری نے جوانی کو خجل کر دیا رن میں

وہ جوشِ حبیبؑ ابنِ مظاہر نے دکھایا

مشکل ہے بہت اسوۂ شبیرؑ کا عرفاں

لاکھوں میں سے اک حُرؑ نے فقط نام نکالا

بے غسل و کفن چھوڑ گئے لاشِ نبیؐ کو

مفہومِ عزا سمجھیں گے کیا اہلِ سقیفہ

شبیرؑ کے ماتم کو تماشا نہ بناتے

رسوا کبھی اسلام زمانے میں نہ ہوتا

وعدے کی وفا کر کے حسینؑ ابنِ علیؑ نے

ہر ایک پیمبرؐ کی امانت کو بچایا

ہوتیں نہ اگر ساتھ کہیں زینبؑ و کلثومؑ

پورا نہیں ہوتا کبھی شبیرؑ کا منشا

بے دست علمدار نے مہر ایسی لگادی

بیعت کا سوال اب نہ زمانے میں اٹھے گا

یہ نہر ہماری ہے ہماری ہی رہے گی

عباسؑ نے ساحل پہ کٹے ہاتھوں سے لکھا

گیسو جو سنور کر نئے ہمشکلِ پیمبرؐ

ماں نے علی اکبرؑ کو کلیجے سے لگایا

اعجازِ غمِ سبطِ پیمبرؐ کوئی دیکھے

مظلوم کا حامی نظر آتا ہے زمانہ

شبیرؑ کے قدموں پہ ہے سر ہاتھ میں دامن

کس شان کا سجدہ ہے یہ ساجد مرا سجدہ



زمانے میں جہاں اللہ والے پائے جاتے ہیں

حسینؑ ابنِ علیؑ کے نقشِ پا پر سر جھکاتے ہیں

ہجومِ درد و غم میں وہ ہمیشہ مسکراتے ہیں

حسینؑ ابنِ علیؑ ہر وقت جن کو یاد آتے ہیں

بتا یا راز یہ عاشور کو کردار نے حرؑ کے

بنانے والے یوں پتھر سے آئینہ بناتے ہیں

علی اصغرؑ کی میت کو لئے میداں سے خیمہ تک
کبھی شبیرؑ آتے ہیں کبھی شبیرؑ جاتے ہیں

یداللہی نہ کیوں قربان ہو اصغرؑ کی ہمت پر
گلے پر تیر کھا کر حرملہ کا مسکراتے ہیں

الٰہی کربلا کی جنگ کا نقشہ کوئی دیکھے
یہاں میدان میں گہوارے سے بچے بھی آتے ہیں

چلو جانے دو یہ واقف نہیں اکرام مہماں سے
علمبردار کو شبیرؑ ساحل پر منانے ہیں

مدد کا وقت ہے اب آئیے یا فاتح خیبر
ضعیفی میں جواں کی لاش کو شبیرؑ اٹھاتے ہیں

جنھیں احساس ہے، تشنہ دہانی شاہِ دیں کا

شہیدِ کربلا کے نام پر پانی پلاتے ہیں

حقیقت میں علمبردار کے پرچم کے سایہ میں

غلامانِ حسینؑ ابنِ علیؑ عالم پہ چھاتے ہیں

ہمیشہ گردشِ تقدیر کی ماران پہ رہتی ہے

غمِ سبطِ پیمبرؐ کو تماشہ جو بناتے ہیں

تری تقدیر کا اے زائرِ شبیرؑ کیا کہنا

علمدارِ حسینی بہرِ استقبال آتے ہیں

جنھیں عرفان ہے شبیرؑ کی منزل کا اے ساجد

درِ سبطِ نبیؐ پر سر نہیں وہ دل جھکاتے ہیں

•

اے دل بقیدِ وقت غمِ کربلا نہیں

اس غم کی ابتدا ہے مگر انتہا نہیں

وہ کیا سمجھ سکے گا جو درد آشنا نہیں

ذکرِ حسینؑ ذکرِ خدا کے سوا نہیں

ہر مقصدِ رسولؐ ہے ہر مقصدِ امام

اصغرؑ کی اک ادائے تبسّم میں کیا نہیں

قرآں سے کم نہیں تنِ صد پارۂ حسینؑ

تاریخِ حق ہے معرکۂ کربلا نہیں

عباسؑ کی وفا کا تقاضا تھا نہر پہ

آبِ حیات بھی ہو تو پینا روا نہیں

باقی رہے گا سجدۂ شبیرؑ تا ابد
وحدت کی منزلوں سے امامت جدا نہیں

عابدؑ نے کھینچ دی ہیں حدیں صبر و ضبط کی
اب اس کے آگے اور کوئی راستا نہیں

وہ انبیاؑ کا دور ہو یا اوصیا کا دور
کس دورِ زندگی میں غمِ کربلا نہیں

اسلام کو حیاتِ ابد دے گئے حسینؑ
اب کربلا کے بعد کوئی کربلا نہیں

حق میں یہی سمجھ کے تو خاموش ہو گئے
پھر اور کیا علیؑ ہے جو عینِ خدا نہیں

ساجد درِ حسینؑ پہ دل ہیں جھکے ہوئے

یہ سجدۂ حسینؑ کا اعجاز کیا نہیں



حسینی عزم کا احساں ہے کس کس کی عظمت پر

نبوتؐ پر، رسالتؐ پر، امامت پر، شریعت پر

حسینؑ ابنِ علیؑ نے دین کی بنیاد رکھی ہے

وفا پر، جوہرِ کردار پر، اخلاق و سیرت پر۔

نبیؐ بھی ناز کرتے ہیں خدا بھی ناز کرتا ہے

علیؑ پر فاطمہؑ پر دونوں شہزادوں کی عظمت پر

ہجومِ درد میں بھی تھا دلِ شبیرؑ کا تکیہ

خدا پر، مصطفیٰؐ پر، امرِ حق پر، استقامت پر

شہادت کا اثر باقی رہے گا صبحِ محشر تک

شریعت پر، طریقت پر، عقیدت پر، مودّت پر

اگر سچ پوچھئے اب بھی غمِ شبیرؑ غالب ہے

ہر اک دل پر، ہر اک غم پر، ہر اک احساسِ فطرت پر

نشانِ سجدۂ ساجدؑ ملے اہلِ بصیرت کو

درِ شبیرؑ پر، ارضِ نجف کے بابِ حکمت پر

•

•

شبیرؑ کو بیتاب نظر ڈھونڈ رہی ہے

کب سے خلشِ دردِ جگر ڈھونڈ رہی ہے

بھولا ہی نہیں کیفِ اذانِ علیؑ اکبرؑ

اب تک اُسی لہجے کو سحر ڈھونڈ رہی ہے

اکبرؑ کی اذاں سُن کے حُر آتا ہے سوئے حق

تقدیرِ سعادت کا ثمر ڈھونڈ رہی ہے

شبیرؑ کی چوکھٹ پہ کھنچی آتی ہے دُنیا

تھک کر نگہہِ عیب، ہنر ڈھونڈ رہی ہے

پیغامِ اماں شمر کا ٹھکراتے ہیں عباسؑ

حیدرؑ کی دعا اپنا اثر ڈھونڈ رہی ہے

دوزخ سے بچا لینے کو رحمت کی نظر بھی

تردامنیٔ دیدۂ تر ڈھونڈ رہی ہے

آساں نہیں اصغرؑ کے تبسّم کو سمجھنا

کیا جانیے کیا فکرِ بشر ڈھونڈ رہی ہے

گہوارے کو گھیرے ہیں بھڑکتے ہوئے شعلے

اب کیا نگہہ شام و سحر ڈھونڈ رہی ہے

ہے عصر کا ہنگام نمازی نہیں کوئی

کس کس کو امامت کی نظر ڈھونڈ رہی ہے

ناموسِ حسینی کا محافظ نہیں کوئی

عباسؑ کو زینبؑ کی نظر ڈھونڈ رہی ہے

واقف نہیں راہوں سے کدھر جائے سکینہؑ

بابا کو سرِ راہگذر ڈھونڈ رہی ہے

جس در پہ جھکاتے ہیں ملک آ کے سر اپنا

ساجد کی جبیں اب وہی در ڈھونڈ رہی ہے



اصغرؑ کا تبسم بھی یہ اندازِ نبیؐ ہے

بچوں میں بھی اس گھر کے شعورِ ازلی ہے

عاشور کی شب حاصلِ معراجِ نبیؐ ہے

اس رات میں اسلام کی معراج ہوئی ہے

بدلا نظریۂ شبِ عاشور نے اُن کا
جو کہتے تھے اسلام چراغِ سحری ہے

سمجھا گئی دنیا کو یہ عابد کی اسیری
حرّیتِ افکار کا معیار یہی ہے

احساسِ فرائض ہے اسیرانِ ستم کو
تبلیغ وہی منزلِ تبلیغ وہی ہے

قاسمؑ نے کیسے توڑ دیے فوجِ ستم کے
سن کم ہے مگر ہمتِ خیبر شکنی ہے

اکبرؑ کو پیمبرؐ تو میں کہتا نہیں لیکن
سانچے میں نبوت کے یہ تصویر ڈھلی ہے

ننھے سے سپاہی میں بھی تیور ہیں علیؑ کے
جھولے سے نظر تا سپہ شام گئی ہے

سجدے کے لئے مرکزِ سجدہ تھا ضروری
ساجد کی جبیں وقفِ درِ سبطِ نبیؐ ہے

•

دل سے غمِ شبیرؑ جدا ہو نہیں سکتا
یہ ہے وہ فریضہ جو قضا ہو نہیں سکتا
ایمان کی نبضوں میں حرارت ہے اسی سے
انکارِ حیاتِ شہدا ہو نہیں سکتا

ہم جان بھی دیدیں تو بڑی بات نہیں ہے
شبیرؑ کا حق ہم سے ادا ہو نہیں سکتا

یا حیدرِؑ کرار ہے یا ان کا گھرانا
بس اور کوئی عقدہ کشا ہو نہیں سکتا

اک حُرؑ کی نہیں قوم کی تقدیر بنا دی
شبیرؑ اگر چاہیں تو کیا ہو نہیں سکتا

مخصوص ہے یہ عظمتِ عباسؑ دلاور
ہر ایک خداوندِ وفا ہو نہیں سکتا

دل سے جو ہے عباسِؑ علمدار کا شیدا
بیگانۂ آدابِ وفا ہو نہیں سکتا

ہر نقش قدم جس کا ہے شمعِ رہِ اسلام

عابدؑ سا کوئی راہنما ہو نہیں سکتا

زنداں میں بڑھی اور بھی کچھ شکر کی تسبیح

سجادؑ سا پابندِ رضا ہو نہیں سکتا

کھیتے تھے تڑپتے ہوئے انصار کے لاشے

احساس محبّت کا فنا ہو نہیں سکتا

تاریخ کی نظروں میں کوئی فاتحِ اعظم

تجھ سے مجاہد کے سوا ہو نہیں سکتا

بے شبیرؑ نے مہر اپنے تبسّم کی لگادی

"اب معرکۂ کرب و بلا ہو نہیں سکتا

سجدوں کے نشاں ہیں درِ فرزندِ نبیؐ پر

ساجد کبھی ناکامِ دعا ہو نہیں سکتا



جن منزلوں سے شاہِ شہیداںؑ گذر گئے

پھر قافلے نہ عزم و عمل کے اُدھر گئے

سجّادہ پرِ حسینؑ جو وقتِ سحر گئے

احساسِ کائنات کو بیدار کر گئے

احساسِ مشکلات کبھی باقی نہیں رہا

نامِ علیؑ لیا کہ مقدر سنور گئے

عباسؑ نے کیا جو ارادہ فرات کا
ہیبت سے اہلِ شام کے چہرے اُتر گئے

جب سے غمِ حسینؑ ہوا ناخدائے وقت
طوفاں کی کشمکش سے سفینے گذر گئے

دو دن میں ختم ہو گئی قوت یزید کی
لمحاتِ اقتدار اِدھر آئے اُدھر گئے

رنگِ دوام بھر دیا خونِ حسینؑ نے
مٹتے ہوئے نقوشِ شریعت اُبھر گئے

مر کے راہِ حق میں شہیدانِ کربلا
اسلام کی حیات پہ احسان کر گئے

کیا درد کیا اثر تھا صدائے حسینؑ میں

کچھ دیر کے لئے علیؑ اکبر ٹھہر گئے

انداز بے زبانیٔ اصغرؑ نہ پوچھئے

مظلومیٔ حسینؑ کا اعلان کر گئے

اصغرؑ کے زخم خوردہ تبسّم کے زاویئے

دنیائے ظلم و جور پہ اک وار کر گئے

مرجھا رہے تھے حضرت زینبؑ کے نونہال

اذن جہاد پاتے ہی چہرے نکھر گئے

نظروں میں پھر رہا تھا زمانہ رسولؐ کا

اک محشر خیال تھا سرور جدھر گئے

واجب سمجھ رہے تھے جو نصرت امام کی
تسبیحِ فاطمہؑ کے وہ دانے بکھر گئے

ساجد، ہجوم درد میں سجدے حسینؑ کے
عرفانِ بندگی پہ اک احسان کر گئے

•

جلوے دکھا گئے علی اکبرؑ شباب میں
معراج اب نبیؐ کی نہیں ہے حجاب میں

شک ہے جسے بھی منزلتِ بوترابؑ میں
وہ مبتلا رہے گا ہمیشہ عذاب میں

اسلام کی حیات کا جب آ گیا سوال

شبیرؑ آ گئے نگہِ انتخاب میں

جادہ حیاتِ نو کا بنایا ہے اس طرح

یاد آئیں گے حسینؑ ہر اک انقلاب میں

اصغرؑ نے کمسنی میں کیا کارِ لافتیٰ

جیتے تو کس مقام پہ ہوتے شباب میں

بیعت کا اب سوال نہ اٹھے گا حشر تک

کافی ہے اک تبسمِ اصغرؑ جواب میں

اکبرؑ تمام کرتے ہیں قرآں کی منزلیں

پھر آج اک علیؑ کے قدم ہیں رکاب میں

اک حیدریؑ نماز ہے اک سجدۂ حسینؑ

دونوں نظارے ہیں نگہِ انتخاب میں

عباسؑ کو خیال نہیں اپنی پیاس کا

تصویر ہے سکینہؑ کی چشمِ پُرآب میں

زنداں میں دفن کر دیا سجادؑ نے مگر

قبرِ سکینہؑ بن گئی قلبِ ربابؑ میں

گُل ہو گیا چراغِ امامت جو وقتِ عصر

سنتے ہیں روشنی نہ رہی آفتاب میں

جب روتے روتے آنکھ لگی اہلبیتؑ کی

جلتے ہوئے خیام نظر آئے خواب میں

بے شبیرؑ کا خیال جب آیا ربابؑ کو
جھولے کے گرد پھرنے لگیں اضطراب میں

ساجدؔ بقولِ حضرتِ غالبؔ خدا گواہ
مشغولِ حق ہوں بندگیٔ بوترابؑ میں

•

مفہوم سے عزا کے جو باخبر نہیں ہے
وہ اہلِ دل نہیں ہے اہلِ نظر نہیں ہے

قرآں کے ساتھ پڑھ لے تاریخ کربلا کی
تفسیرِ حق سے واقف دنیا اگر نہیں ہے

اے منکرِ مودّت کعبے میں کیا ملے گا
خاکِ شفا سے تجھ کو نسبت اگر نہیں ہے

خود اپنی زندگی سے وہ بے خبر ہے اب تک
غم کی حقیقتوں سے جو باخبر نہیں ہے

حُر یہ سمجھ کے نکلا لشکر سے شامیوں کے
باطل کی اس فضا میں حق کا گذر نہیں ہے

جھنڈا یزیدیت کا ہے سرنگوں جہاں میں
کیا یہ حسینیت کی فتح و ظفر نہیں ہے

سبطِ نبیؐ سے جس کو بیعت نہیں ہے واعظ
اسلام کی نظر میں وہ معتبر نہیں ہے

انساں کا ہے ورثہ غمِ سبطِ مصطفیٰ کا
اس غم میں جو نہ روئے وہ دیدہ ور نہیں ہے

حیراں وہ ہو رہے ہیں سُن کر کلامِ زینبؑ
قرآنِ فاطمہؑ کی جن کو خبر نہیں ہے

اک یہ بھی معجزہ ہے صبرِ امامِ دیں کا
دل خون ہو گیا ہے اور آنکھ تر نہیں ہے

سجّاد سے اٹھے ہیں یہ سوچ کر مجاہد
پیغامِ زندگی ہے غم کی سحر نہیں ہے

آواز آرہی ہے جھولے کی جنبشوں سے
اصغر سے بڑھ کے کوئی بالغ نظر نہیں ہے

عباسؑ پر اثر ہے بچوں کی تشنگی کا

خود اپنی تشنگی کا کوئی اثر نہیں ہے

یادِ حسینؑ میں ہے دل سجدہ ریز ہر دم

ساجدؔ ہمارا سجدہ پابندِ سر نہیں ہے

مختصر تعداد میں شبیرؑ کے یاور سہی

سامنے اُن کے ٹھہر سکتے نہیں لشکر سہی

تابِ ضربِ حیدری کی کوئی لا سکتا نہیں

سینۂ گیتی سہی، جبرئیلؑ کے شہپر سہی

پیاس کے عالم میں کس نے جنگ کی ہے جز حسینؑ

حضرتِ حمزہؓ سہی، جعفرؓ سہی، حیدرؑ سہی

کربلا کی خاک پر نازاں ہے روحِ زندگی

کربلا مجروح احساسات کا منظر سہی

اور کچھ قربانیاں باقی ہیں بعدِ عصر بھی

سر کی قربانی نہیں قربانیٔ چادر سہی

راہِ حق میں نذر کر دیں گے حسینؑ ابنِ علیؑ

وقت آ جانے پہ شش ماہہ علی اصغرؑ سہی

نوکِ نیزہ پر تلاوت ہوتی ہے قرآن کی

بولتا قرآن وہ بھی ہے بُریدہ سر سہی

نسبتِ حیدرؑ سے ملتا ہے عبادت کو شرف

ہم کو سجدہ چاہیے سا جِدِ درِ قنبر سہی

•

ضوفشاں ہیں آج تک قرآن کی تحریر میں
فاطمہؑ نے لیں جو سانسیں چادرِ تطہیر میں

یوں تو شایانِ علم آلِ نبیؐ میں سب ہی تھے
یہ سعادت تھی مگر عباسؑ کی تقدیر میں

گوشِ دل سے قوم سن لیتی جو ارشادِ نبیؐ
تفرقہ ہوتا نہ پھر قرآں میں اور تفسیر میں

ہو گیا زیر و زبر دم بھر میں دربارِ یزید
کیا اثر تھا سیّد سجادؑ کی تقریر میں

بے زباں کے اک تبسّم نے لگائے چار چاند
کربلا کی سرزمیں پر مقصدِ شبیرؑ میں

سربسر ہے باپ کے عزم و عمل کا آئینہ
شیرِ زہراؑ کا اشارہ ہے اصغرؑ بے شیر میں

سب سے آخر میں مِلا اکبرؑ کو اذنِ کارزار
تھی کشش کتنی رسول اللہ کی تصویر میں

ہر قدم پر کر گئے ثابت اسیرِ کربلا
کائناتِ حُریّت ہے حلقہء زنجیر میں

روضہء شبیرؑ میں دل ہو چکا ہے سجدہ ریز
سرمدی سجدے ہیں ساجدؔ اب مری تقدیر میں

•

بے زباں مجاہد کا حوصلہ نرالا ہے

تیر کی اذیت کو مسکرا کے ٹالا ہے

رہنما بہت سے ہیں منزلِ مودّت کے

وہ بھٹک نہیں سکتا جو حسین والا ہے

اسوۂ حسینی پر جس کی ہو نظر ہر دم

پھر ہر ایک منزل میں اُس کا بول بالا ہے

دُور ہی سے دیکھیں وہ جو نگاہ رکھتے ہیں

شمعِ روئے اکبر سے دُور تک اجالا ہے

دی اذاں جو اکبرؑ نے تو سحر یہ ہو گیا روشن

صبحِ نصرتِ حق کا دن نکلنے والا ہے

جنگ کا وہ میداں ہو یا نصفِ مصلّے کی

نقشِ پائے حیدرؑ کا ہر جگہ اُجالا ہے

یوں علم لئے کوئی آرہا ہے ساحل پر

جیسے قلعۂ خیبر فتح ہونے والا ہے

کیا مٹائے گا کوئی مقصدِ حسینی کو

دامنِ طہارت میں فاطمہؑ نے پالا ہے

بعد اپنے بھائی کے کربلا میں زینبؑ نے

منصبِ امامت کا فرض بھی سنبھالا ہے

بے زباں سپاہی کی جنگ بے تشدد تھی

صرف اک تبسّم سے معرکہ سنبھالا ہے

عالمِ اسیری کے ظلم سہہ کے عابدؑ نے

ظلمتوں کے نرغے سے دین کو نکالا ہے

اذنِ جنگ لینے کو فاتحِ فرات آیا

شہؑ نے دونوں ہاتھوں سے اپنا دل سنبھالا ہے

اب وہ برچھیاں کھانے جا رہا ہے میداں کو

ہائے جس کو زینبؑ نے محنتوں سے پالا ہے

نقشِ پائے عابدؑ پر جھک رہا ہے دل ساجدؔ

جذبۂ مودّت کا مسئلہ نرالا ہے

●

لہرائی فضا میں جو صدا نادِ علیؑ کی
آسان ہوئی منزلِ دشوار نبیؐ کی
کیا شان ہے شمشیر زنی صف شکنی کی
زینبؑ کے دلاروں میں شجاعت ہے علیؑ کی
من کنتُ کی منزل میں کسے جائے سخن ہے
جو بات نبیؐ کی ہے وہی بات علیؑ کی
رکھے ہیں قدم مہرِ نبوت پہ علیؑ نے
تفسیر ہے یہ دلولۂ بت شکنی کی

پردہ سے صدا آتی ہے پہچانی ہوئی سی

معراج نبیؐ کی ہے کہ معراجِ علیؑ کی

عابدؑ کے سوا کوئی بیاں کر نہیں سکتا

کیا ہوتی ہے تکلیف غریب الوطنی کی

گہوارہ سے بے شیر بھی میدان میں آیا

قربانیاں حیب ہونے لگیں آلِ نبیؐ کی

زینبؑ نے بھی عباسؑ علمدار کے مانند

تکمیلِ فرائض میں سرِ موُ نہ کمی کی

ساجدؔ نہ اٹھے سر کبھی شبیرؑ کے در سے

سجدہ میں دعا آج مرے دل نے یہی کی



کم ایسے لوگ یہاں آئے بندگی کے لئے

چُنا ہے جن کو زمانے نے داوری کے لئے

نہ ہوگا اور کسی سے یہ مردانگی کا کام

علیؑ کو دیجئے ندائے فتحِ خیبری کے لئے

برہنہ تیغوں میں فرشِ نبیؐ پہ سوئے علیؑ

سلیقہ شرط ہے کارِ پیمبری کے لئے

ندا مسیحؑ کی سُن لے دعا خلیلؑ کی دیکھ

رسائیاں متمنی ہوئیں علیؑ کے لئے

حسینؑ سے رہی عباسؑ کو وہی نسبت

علیؑ تھے جیسے کہ نفسِ پیمبری کے لئے

جنابِ ثانیٔ زہراؑ اسلام کہلائیں
یہ مرتبہ تھا مقدر حبیبؑ ہی کے لیے

جو یاد آئی علمدار کو سکینہؑ کی
تو پیاس بھول گئے اپنی دو گھڑی کے لیے

سحر کو خواب میں چادر جو ہٹ گئی سر سے
تو آفتاب بھی نکلا نہ دو گھڑی کے لیے

چمن میں اصغرِ غنچہ دہن جو یاد آئے
مری نگاہ نے بوسے کلی کلی کے لیے

مرے سجودِ مودّت ہیں اور کوئے حسینؑ
تڑپ رہا تھا میں ساجد اسی گلی کے لیے

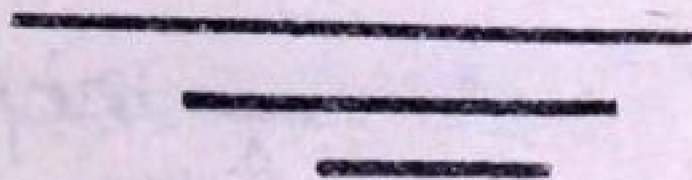
ارشادات

حجۃ الاسلام سرکار مولانا مولوی مرزا محمد عالم صاحب قبلہ مجتہد العصر

دلو میں ادبی دنیا کا آدمی نہیں ہوں اور اگر ادبیات سے میرا کچھ تعلق رہا بھی تو عربی یا فارسی ادب سے، لیکن آج سے چند سال قبل میں حیدرآباد میں تھا کہ دکن کے معروف ترین شاعر جناب ساجد رضوی صاحب دام ظلہُ العالی سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے موصوف کا کچھ کلام سنا جس سے مجھے دلچسپی پیدا ہوئی اور میں نے ان کا مطبوع کلام "جلوے" حاصل کیا جو کہ خمسہ نجبہ کے مناقب و قصائد پر مشتمل تھا جس کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ فن شعر گوئی میں ساجد صاحب کو کتنا اقتدار حاصل ہے۔ ان کے کلام میں علم معانی و بیان کی لطافتیں بکثرت پائی جاتی ہیں ان کا کلام تعقیدِ لفظی اور معنوی سے پاک ہے۔ اہم سے اہم مطالب کو بڑی آسانی سے انتہائی فصاحت و بلاغت کے ساتھ نظم کر دیتے ہیں ان کی تخیل میں بلندی ہے

کلام نے مذہبی اور ادبی حلقوں سے مدتوں پہلے سندِ قبولیت حاصل کرلی ہے
لہٰذا ان کے فن کے متعلق کچھ لکھنا تحصیلِ حاصل ہے ۔

میں نے ساجد کے قصائد سنے ہیں، نوحے پڑھے ہیں اور آج ان کی
مناجات کا مطالعہ کرکے یہ اندازہ کررہا ہوں کہ اب وہ اپنے فن کی اُس بلندی
پر پہونچ گئے ہیں جہاں ہر صنفِ سخن پر طبع آزمائی آسان ہو جاتی ہے ۔
خدا ساجد رضوی کو سلامت رکھے تاکہ وہ ابھی مدتوں ادب کی زلفیں
سنوارتے رہیں ۔



سجدۂ اخلاص

فلسفۂ مودت کی روشنی میں جدید طرز کی
مناجات اور سلاموں کا دلکش مجموعہ

از

شاعر مودّت ساجد رضوی

ملنے کا پتہ :

۹۱۲ - ۱ - ۲۲ - سلطان پورہ - حیدرآباد اے پی

تراب بک ہاؤس گشتی کتب خانہ چوراہا دیوانی بلدہ
حیدرآباد اے پی

قیمت :- ۵ روپئے

مطبوعہ :- سنڈیکیٹ پرنٹرس